

موطا امام مالک اور اس کی خصوصیات

مولانا تقی الدین ندوی مظاہری (استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

”موطا“ کتب خانہ اسلام کی وہ پہلی کتاب بتائی جاتی ہے جو قرآن مجید کے بعد سب سے پہلے باقاعدہ طور پر فقہی ترتیب سے مکتوب و مرتب ہو کر منصفہ شہود پر آئی۔

علامہ ابو بکر ابن العربی فرماتے ہیں: ”الموطا هو الأصل الأول واللباب وكتاب البخاری هو الأصل الثاني في هذا الباب وعليهما بنى الجميع كمسلم والترمذی (موطا ہی نقشِ اول اور بنیادِ کتاب ہے، بخاری کی حیثیت تو اس باب میں نقشِ ثانی کی ہے۔ اور انہیں دونوں کتابوں پر مسلم و ترمذی جیسے بعد کے مؤلفین نے اپنی کتابوں کی بنا رکھی ہے)

علامہ ذہبی موطا کا تعارف یوں کراتے ہیں :-

إن للموطا لوقعا في النفوس
ومها بلة في القلوب لا يوازيها
شيء - له
اس میں کوئی شک نہیں کہ دلوں میں موطا کی ایسی وقعت
اور قلوب میں ایسی ہیبت ہے جس کا مقابلہ اور کوئی چیز
نہیں کر سکتی۔

موطا درحقیقت علومِ مدینہ کا مجموعہ ہے جس کو امام دارالہجرت مالک بن انسؒ نے جمع کیا ہے۔ اسی لئے نواب صدیق حسن خاں نے ابو زرہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ”وایں وثوق و اعتماد برکتب دیگر نیست“ معلوم ہوا یہ مجموعہ وثوق و اعتماد میں تمام کتابوں میں فوقیت رکھتا ہے۔

له مقدمة التعليق المجد على الموطا للإمام محمد - له اتخاف النبلاء ص ۱۶۵ -

زمانہ تالیف ظاہر ہے کہ اس کی تالیف کا مقام مدینہ طیبہ ہے۔ اس لئے کہ امام مالک کا قیام ہمیشہ وہیں رہا ہے البتہ تالیف کا صحیح زمانہ معلوم نہیں ہو سکا۔ صرف قرائن سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ محدث قاضی عیاض نے مدارک میں امام مالک کے شاگرد خاص ابو مصعب کی زبانی یہ روایت نقل کی ہے کہ مؤطا کی تالیف خلیفہ ابو منصور عباسی کی فرمائش پر خود اسی کے عہد میں شروع ہوئی تھی۔ لیکن پایہ تکمیل کو اس کی وفات کے بعد پہنچی۔ منصور نے ۶ ذی الحجہ ۱۵۸ھ میں وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد المہدی مسند خلافت پر متمکن ہوا اور اس کی خلافت کے ابتدائی دور میں اس کی تالیف پوری ہوئی۔

ابتداءً تالیف کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ ابن حزم نے صراحت کی ہے کہ امام مالک نے مؤطا کی تالیف یحییٰ بن سعید الانصاری (المتوفی ۱۲۳ھ) کی وفات کے بعد کی ہے۔
وجہ تسمیہ لفظ "مؤطا" تَوَطَّیہ کا مفعول ہے۔ صاحب قاموس نے اس کے معنی روندنے، تیار کرنے، اور نرم و سہل بنانے کے بیان کئے ہیں۔ "مؤطا" کے لغوی معنی "روندا ہوا"، "تیار کیا ہوا"، "نرم اور سہل بنایا ہوا" ہیں۔ یہ تمام معانی بطور استعارہ کے یہاں مراد لئے جاسکتے ہیں۔

ابو حاتم رازی سے دریافت کیا گیا کہ اس کا مؤطا کیوں نام رکھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ امام مالک نے اس کو مرتب کر کے لوگوں کے لئے سہل و آسان بنا دیا ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں: اس کتاب کو لکھ کر میں نے فقہاء مدینہ میں ستر نقیہوں کے سامنے پیش کیا سب ہی نے مجھ سے اتفاق کیا اس لئے میں نے اس کا نام مؤطا رکھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی اسی معنی کو اپنی شرح مسوٰی میں راجح قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں: "مؤطا" کے معنی روندے ہوئے، چلے ہوئے کے ہیں یعنی جس پر عام ائمہ و علماء اور اکابر چلے ہوں اور سب نے اس کے متعلق گفتگو کی ہو اور اتفاق بھی کیا ہو" چوں کہ یہ معنی خود صاحب کتاب سے منقول ہیں اس لئے اسی کو ترجیح دی جائے گی۔

مؤطا کی غرض مؤطا سے پہلے اور خود امام مالک کے زمانہ میں بہت سے حدیث کے مجموعے تیار ہو چکے تھے مگر ان

لے ترمین الممالک للسیوطی ص ۴۳۔ ۵۷ مقدمہ اجز ص ۲۰۔ ۳۷ توجیہ النظر ص ۱۷۔

۱۷ قاموس ج ۱ ص ۲۲۔ ۵۷ مقدمہ اجز ص ۲۲۔ ۱۷ مقدمہ مسوٰی ص ۶۔

کتابوں میں صحت کا التزام نہیں کیا گیا تھا جو التزام کہ مؤطا میں کیا گیا ہے۔

حافظ ابن حبان کتاب الثقات میں فرماتے ہیں :

کان مالک أول من انتقى الرجال
من الفقهاء بالمدينة وأعرض
عن من ليس بثقة في الحديث ولم
يكن يروى إلا ما صح ولا يحدث
إلا عن ثقة^۱

امام مالک فقہاء مدینہ میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے ذیادۃ
کے متعلق تحقیق سے کام لیا اور حدیث میں جو ثقہ نہ ہوں ان کی
روایت سے اعراض کیا، وہ صحیح روایات کے علاوہ نہ کوئی
روایت نقل کرتے ہیں اور نہ کسی غیر ثقہ سے حدیث ہی بیان
کرتے ہیں۔

امام دارالہجرۃ مالک بن انس کے مذہب کی بناءً اول احادیث صحیحہ اور بناءً ثانی آثار صحابہ و تابعین ہیں
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

”جاننا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے خواہ وہ مسند ہو یا مرسل نیز حضرت عمرؓ
کے آثار اور عبداللہ بن عمرؓ کے عمل سے استدلال کرنا اور صحابہ و تابعین مدینہ کے فتاویٰ سے اخذ
کرنا خصوصاً جبکہ ان تابعین کی ایک جماعت کسی مسئلہ پر متفق ہو، امام مالک کے مذہب کا اصول ہے^۲
اور انہیں تمام مذکورہ بالا باتوں کے ملحوظ رکھنے کی وجہ سے مؤطا اہل مدینہ کی روایات اور فتاویٰ کا بہترین انتخاب ہو گئی ہے۔
حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی مزید وضاحت یوں کی ہے :

فصنّف الإمام مالک المؤطا وتوخّی
فیہ القوی من حدیث اہل الحجاز
ومزجہ بأقوال الصحابة وفتاوی
التابعین ومن بعدہم^۳

امام مالک نے مؤطا تصنیف کی اور اس میں اہل حجاز کی قوی
روایات کا قصد کیا اور اس کے ساتھ صحابہ کرامؓ کے
اقوال اور تابعین و علماء مابعد کے فتاویٰ بھی درج
کردیئے۔

مؤطا کا کتب حدیث میں مقام | جمہور علماء نے طبقات کتب حدیث کے اندر طبقہ اولیٰ میں مؤطا مالک کا شمار کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ نے کتب حدیث کے پانچ طبقات قائم کئے ہیں جن میں مؤطا کو

۱۔ تہذیب التہذیب : ترجمہ امام مالک۔ ۲۔ مصنف ج ۱ ص ۱۷۔ ۳۔ مقدمہ فتح الباری ص ۴۔

طبقة اولیٰ میں رکھا ہے بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مؤطا کو تمام کتابوں میں مقدم و افضل سمجھتے ہیں۔
اپنی مشہور کتاب مصنفی شرح مؤطا کے مقدمہ میں اس کی ترجیح کے دلائل و وجوہ کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔
اور حجتہ اللہ البالغہ میں بھی فرماتے ہیں:

والتفق أهل الحديث على أن جميع
ما فيه صحيح على رأي مالك ومن
وافقه وأما على رأي غيره ليس فيه
مرسل ولا منقطع الا وقد اتصل
السند به من طرق أخرى فلا جرم
أنها صحيحة من هذا الوجه^۱
محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کتاب کی تمام روایات
امام مالک اور ان کے موافقین کی رائے میں صحیح
ہیں اور دوسروں کی رائے بھی اس سلسلے میں یہی ہے
کہ مؤطا کی مرسل و منقطع روایات کی سند دوسرے
طرق سے متصل ہے پس اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ
اس اعتبار سے وہ سب صحیح ہیں۔

صاحب مفتاح السعاده نے بیان کیا ہے کہ جمہور کہتے ہیں کہ اس کا درجہ ترمذی کے بعد ہے مگر صحیح یہ ہے کہ
مسلم کے بعد تیسرے درجہ پر اس کو رکھنا چاہیے۔^۲

حافظ ابو ذر رازی جو بخاری و مسلم دونوں ہی سے بخوبی واقف ہیں ان کو مؤطا کی صحت کا اس درجہ
یقین ہے کہ فرماتے ہیں:

”لو حلف رجل بالطلاق على حديث
مالك في المؤطا أنها صحاح^۳
يحدث“
اگر کوئی شخص اس پر طلاق کا حلف اٹھالے کہ
مؤطایں امام مالک نے جو حدیثیں بیان کی ہیں صحیح ہیں
تو وہ حانث نہ ہوگا

امام شافعیؒ کی شہادت | مؤطا کی صحت و مرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ امام شافعیؒ (المتوفی ۲۰۴ھ)
فرماتے ہیں:

ما على ظهر الأرض كتاب بعد كتاب الله
أصح من كتاب مالك^۴
روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد مؤطا مالک سے
زیادہ صحیح کوئی کتاب نہیں ہے۔

۱۔ حجتہ اللہ البالغہ ۱۳۳ ج ۱ - ۲۔ مقدمہ اوجز المسالك ص ۲۱ - ۳۔ ترمین الممالک ص ۴۳ -

اگرچہ خود علماء شوافع میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں:

إنما قال ذلك قبل وجود
كتاب البخاری ومسلم
امام موصوف کا یہ قول بخاری و مسلم کی کتابوں کے
عالم وجود میں آنے سے پہلے کا ہے۔

حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں حسب ذیل تقریر کی ہے:

”لعمریہ نے بخاری کی کتاب کو امام مالک کی کتاب پر اصح قرار دینا مشکل بتایا ہے کیونکہ دونوں ہی
صحت اور انتہائی حزم و احتیاط سے کام لیتے ہیں، بخاری کی روایات اگرچہ زیادہ ہیں مگر یہ صحت کی
افضلیت کو مستلزم نہیں ہیں“

پھر اس اشکال کا خود ہی جواب دیتے ہیں:

”بخاری کی اہمیت دراصل اشتراط صحت ہی کی بنا پر ہے اور امام مالک چوں کہ انقطاع اسناد
کو قادر نہیں سمجھتے اس لئے مراسیل منقطعات بلاغات کو اصل موضوع کتاب ہی میں نقل کرتے
چلے آئے ہیں۔ اور امام بخاری انقطاع کو چوں کہ علت قاصر سمجھتے ہیں اس لئے ایسی روایات کو وہ
تعلیقات و تراجم میں (جو اصل موضوع کتاب سے خارج ہے) درج کرتے ہیں اور اس میں کوئی
شبہ نہیں کہ منقطع روایات اگرچہ ایک قوم کے نزدیک قابل احتجاج ہیں مگر پھر بھی اس کی بہ نسبت
متصل روایات جب دونوں کے رواۃ عدالت و حفظ میں مشترک ہوں زیادہ قوی ہیں۔ پس
اسی سے بخاری کی فضیلت عیاں ہو گئی۔ نیز یہ معلوم ہوا ہے کہ امام شافعی نے جو مؤطا کو صحت
میں افضل بتایا ہے وہ ان مجموعوں کے لحاظ سے تھا جو ان کے زمانہ میں موجود تھے جیسے جامع
سفیان ثوری، مسند حماد بن مسلمہ وغیرہ ان پر مؤطا کی فضیلت بلا کسی نزاع کے مسلم ہے“
لیکن حافظ کا یہ بیان دونوں کتابوں کے تقابل کے لحاظ سے تو بیشک صحیح ہے ورنہ مؤطا کے تمام مراسیل و
منقطعات و بلاغات متصل و مرفوع مسند ہیں۔

حافظ ابن حجر نے مؤطا اور بخاری کی منقطع روایات کے درمیان جو فرق بیان کیا ہے اس پر علامہ سیوطی نے

سہ مقدمہ ابن صلاح - سہ فتح الباری ص ۸ -

نقد کیا ہے کہ مؤطا کے مراسیل تو امام مالک اور ان کے ہم خیال علماء کے نزدیک بیشک حجت ہیں، اور ایسی مرسل حدیث تو علماء شوافع کے نزدیک بھی حجت ہے بشرطیکہ دوسری اسانید سے اس کی تائید ہو رہی ہو، اور مؤطا کی ہر حدیث کے شاہد یا شواہد موجود ہیں اس لئے مؤطا مطلقاً صحیح ہے۔ بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تمام وہ کتابیں جو سنن کے باب میں تصنیف کی گئی ہیں جیسے سنن ابو داؤد و نسائی یا ان کا فقہ تعلق ہے جیسے صحیح بخاری، جامع ترمذی یہ سب مؤطا مالک کے مستخرجات ہیں جو اس کے ارد گرد گھومتی ہیں اور ان سب کا مطلع نظر مؤطا کی مرسل روایت کا اتصال اور موقوف کامرفوع اور مافات کا استدراک و متابعات و شواہد کا ذکر ہے اور اس حقیقت کو وہ ہی جان سکتا ہے جس کی اس کتاب پر گہری نظر ہو۔

اسی لئے حافظ مغلطائی نے مؤطا و بخاری دونوں کو ایک ہی درجہ کہا ہے، فرماتے ہیں:

”مؤطا و بخاری میں اس باب میں کوئی فرق نہیں ہے کیوں کہ یہ چیزیں تو بخاری میں بھی ہیں، چنانچہ تعلیقات اور ایسی بہت سی چیزیں اس میں بھی پائی جاتی ہیں۔“

اس گفتگو سے یہ معلوم ہوا کہ صحت کے لحاظ سے ان دونوں کتابوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو مؤطا کو بعض وجوہ سے صحیحین پر بھی ترجیح حاصل ہے۔

(۱) امام مالک تبع تابعی ہیں اس لئے مؤطا کی روایات میں تین چار واسطوں سے زیادہ نہیں ہے۔ صحیح بخاری کو اگر یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں بائیس ثلاثیات ہیں تو یہاں مؤطا کی بنیاد ہی ثلاثیات پر ہے بلکہ اس میں چالیس ثلاثیات ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور امام مالک کے درمیان صرف دو واسطے ہیں۔

(۲) امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک ضروری ہے کہ راوی جس روایت کو بیان کرے اس کا وہ حافظ ہو۔ لیکن امام بخاری و مسلم کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے۔

مؤطا کی مقبولیت امام مالک کے شیوخ و معاصرین نے مؤطا کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے، ادھر گذر چکا ہے کہ امام صاحب نے فقہائے مدینہ کے سامنے پیش کیا تو سب نے داد تحسین دی اور بعد کے علماء کے نزدیک انتہائی مقبول رہی ہے، علامہ نووی شرح مسلم کے مقدمہ میں اپنے استاد کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لہ الحظۃ فی ذکر صحاح السنن ص ۷۸۔ ترمذی الممالک ص ۴۷۔ تہ تدرب ص ۱۰۱۔

”ایک کتاب مجھ کو ایسی ملی جو ان تمام کتابوں (بخاری، مسلم و ترمذی وغیرہ) سے بہتر ہے اگرچہ یہ کتابیں بھی اچھی ہیں اور وہ مؤطا ہے جس کے مصنف کا نام مالک بن انس ہے جو تمام محدثین کے شیخ الشیوخ ہیں۔“

علامہ زرقانی شارح مؤطا فرماتے ہیں کہ امام مالک نے جب اس کتاب کو تصنیف کیا تو دوسرے علماء نے بھی اسی طرز سے احادیث کے مجموعے تیار کئے، لوگوں نے امام مالک سے جا کر بیان کیا تو فرمایا کہ صرف اخلاص و حسن نیت کو بقا ہے یہ پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی، مؤطا مالک کے سوا اور کوئی مؤطا دنیا میں باقی نہیں رہی۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ امام مالک کی حیات ہی میں یہ کتاب پوری دنیا سے اسلام میں مشہور ہو گئی تھی، جتنا زمانہ گزر تا گیا اس کی شہرت میں اضافہ ہوتا رہا اور لوگوں نے اس کی طرف زیادہ توجہ کی اس مقدس کتاب کی تنہا یہ خصوصیت ہے کہ سلاطین زمانہ مہدی، ہادی، رشید، مامون اور امین جیسے مشاہیر خلفاء اسلام نے عراق سے حجاز تک بادیہ پیمانی کی۔

روایات کی تعداد | ابتداء مؤطائیں دس ہزار حدیثیں تھیں مگر امام صاحب نے سب کو قلم زد کر دیا۔ ۱۷۲۵ باقی ہیں جس میں مسند مرفوع ۶۰۰ اور مرسل ۲۲۲ موقوف ۶۱۳ تابعین کے اقوال و فتاویٰ ۲۸۵ ہیں۔

مؤطا کے مراسیل و بلاغات | امام مالک کے مراسیل و بلاغات بہت ہی اہم سمجھے جاتے ہیں، علامہ ابن عبدالبر مالکی نے اس موضوع پر مستقل ایک کتاب لکھی ہے جس میں مؤطا کی مرسل، منقطع اور معضل روایات کا انفصال بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں جہاں کہیں بلغنی یا عن الثقة عندی آیا ہے اور اس کی سند نہیں بیان کی ہے وہ ۶۱ مقامات ہیں ان سب روایات کو امام مالک کے علاوہ دوسرے حضرات نے مندرجاً بیان کیا ہے البتہ چار احادیث ایسی ہیں جن کی اسناد معلوم نہ ہو سکیں وہ یہ ہیں:

(۱) إني لا أُنسى ولكن أُنسى لاسنّ۔

(۲) أن النبي صلى الله عليه وسلم أرى أعمار الناس قبله أو ما شاء الله من ذلك فإنه

تقاصر أعمار أمته فاعطى ليلة القدر۔

۱۔ مقدمہ شرح مسلم۔ ۲۔ مقدمہ اوجز ص ۲۰۔ ۳۔ الخط ص ۵۵۔ ۴۔ اوجز ص ۲۸۔

(۳) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول، إذا أنشأت بحرية ثو تشاء مت، فتلك عين غلبة^۱
 حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مسند دارمی کی تصنیف ہی مؤطا کی احادیث کے بیان اسناد
 کے لئے ہوتی ہے۔^۲

مؤطا میں غیر مدنی شیوخ کی روایات شاذ و نادر ہی ہیں، حضرت علیؓ حضرت ابن مسعودؓ کی بلاغات کو
 امام مالک نے عبد اللہ بن ادریسؒ سے سنا ہے۔

مؤطا کی خصوصیات | اب ہم مختصراً مؤطا کی خصوصیات اور بعض خاص اصطلاحات کی جانب اشارہ کریں گے۔
 ۱۔ امام مالک فرماتے ہیں: السنة التي لا اختلاف فيها عندنا كذا وكذا۔ (یعنی وہ سنت
 کہ جس کے بارے میں ہمارے یہاں کوئی اختلاف نہیں) یہ ان مسائل کے بارے میں فرماتے ہیں جن میں اہل مدینہ کا اتفاق
 ہوتا ہے۔

۲۔ اگر اہل شہر میں اختلاف ہوتا تو سب سے قوی اور رائج قول کو اختیار کرتے تھے خواہ یہ قوت کثرت
 قائلین سے حاصل ہوتی ہو یا کسی قیاس قوی کی موافقت سے یا کتاب و سنت کی تخریج سے۔ اسی قسم کے مسائل میں
 امام مالک یوں فرمایا کرتے ہیں کہ هذا أحسن ما سمعت^۳ (جو کچھ میں نے سنا ہے اس میں یہ بہتر ہے)
 ۳۔ باب کے تحت ان مسائل فقہیہ کو بیان کرتے ہیں جو اس سے مناسبت رکھتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے
 اجتہادات کو بھی نقل کر دیتے ہیں۔

۴۔ امام مالک کے سامنے بہت سے حدیث کے مجموعے تھے جب اس میں سے کسی روایت کا انتخاب فرماتے
 ہیں تو اس کو بلغنی کے صیغے سے بیان کرتے ہیں۔^۴

۵۔ جب امام مالک عن الثقة عن بکیر بن عبد اللہ الاشجی کہتے ہیں تو قاضی ابن عبد البر کی تحقیق
 میں اس ثقہ سے مراد نضر بن بکیر ہیں۔ حاکم بن حجر کا بھی یہی خیال ہے۔ البتہ امام نسائی کے نزدیک اقرب یہ ہے کہ
 اس سے مراد عمرو بن الحارث کو لیا جائے۔

۶۔ کبھی فرماتے ہیں أخبرني من لا اثمهم من أهل العلم تو یہاں مراد لیث بن سعد ہیں۔

۱۔ مقدمہ اوجز ص ۲۸ - ۲۔ مقدمہ مستوی ص ۶ - ۳۔ الإنصاف و حجة الله بالقرآن - ۴۔ مقدمہ مصنفی ص ۶ -

۷۔ جب عن الثقة عن عمرو بن شعيب کہتے ہیں تو ثقہ سے مراد ابن عبد البراکی کے نزدیک عبد اللہ بن وہب ہیں اور حافظ ابن حجر کی تحقیق میں عمرو بن حارث یا عبد اللہ بن طبعہ ان دونوں میں کسی ایک کو مراد لیا ہے۔

۸۔ اور جب عن الثقة عن ابن عمر فرماتے ہیں تو یہاں ثقہ سے ان کی مراد نافع ہیں۔
 مؤطا کے رواۃ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی اپنی کتاب بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ امام مالک سے تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے روایت کی ہے۔ اس کثرت تعداد و اختلاف اوقات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک کی کتاب میں کمی و زیادتی، تقدیم و تاخیر کا ہونا لازمی ہے۔ حافظ صلاح الدین علائی لکھتے ہیں کہ مؤطا کو امام مالک سے بکثرت لوگوں نے روایت کیا ہے اس لئے ان کی روایات میں تقدیم و تاخیر کی زیادتی موجود ہے۔ جبکہ امام موصوف برابر انتخاب و تہذیب کرتے رہتے تھے۔

چنانچہ مؤطا امام صاحب سے تیس طریقوں سے مروی ہے جن میں مشہور ۱۶ نسخے ہیں اور ان میں بھی چار زیادہ اہم ہیں۔ یعنی یحییٰ و ابن بکیر، ابو مصعب اور ابن وہب کے نسخے۔

۱۔ لیکن سب سے مشہور و متداول یحییٰ بن یحییٰ مسمودی اندلسی (المتوفی ۲۰۴ھ) کا نسخہ ہے۔ انھیں کے نسخے کی شرح علامہ سیوطی، زرقانی اور باجی اور حضرت شاہ ولی اللہ نے لکھی ہے۔ یہ بربر کے مشہور قبیلے مسمودہ کی طرف منسوب ہو کر مسمودی کہلاتے ہیں۔ ان کے دادا (جنھوں نے اندلس کو اپنا وطن بنایا) پہلے مشرک یہ اسلام ہوئے قرطبہ میں امام مالک کے شاگرد زیاد بن عبد الرحمن مؤطا کا درس دیتے تھے۔ یحییٰ نے پہلے انھیں سے پوری مؤطا کا سماع حاصل کیا، مگر شوق علم انھیں ۲۸ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ لایا جہاں انھوں نے امام مالک سے مؤطا پڑھی۔ ابھی مؤطا کی قرات کی تکمیل نہ ہوئی تھی کہ امام دارالہجرۃ کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے یحییٰ کے نسخے میں تمام احادیث حدیثا سے شروع ہوتی ہیں۔ لیکن باب خروج المعتکف إلى العيد باب قضاء الاعتكاف باب النكاح فی الاعتكاف میں حدیثا زیاد عن مالک ہے یعنی زیاد کا واسطہ زیادہ ہے۔

ان کے نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ امام صاحب سے آخری زندگی میں سماع حاصل کیا بلکہ تہیز و تدفین میں

شریک رہے۔ مگر ابھی کچھ کی علمی پیاس نہیں بجھی تھی اس لئے انھوں نے دوبارہ اندلس سے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور اس سفر میں امام مالک کے خاص شاگرد ابن القاسم سے استفادہ کیا۔ امام مالک بھی کچھ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ہاتھی کا مشہور واقعہ انہی کا ہے۔ اندلس میں حکومت ان کا خاص احترام کرتی تھی، موطا کی بلاد مغرب میں شہرت کا خصوصی سبب ان کا وجود ہے۔ چار سلوں کے علاوہ ہر بات میں امام مالک کے مقلد تھے، ۱۵۲ھ میں پیدا ہوئے ۸۲ سال کی عمر پائی ۲۳۴ھ میں انتقال ہوا۔

۲۔ دوسرا مشہور نسخہ امام محمد بن حسن شیبانی (المتوفی ۱۸۹ھ) کا ہے، جس طرح کچھ کے نسخے کو بہت سی خصوصیات حاصل ہیں اسی طرح اس نسخے کو بھی ہے۔ بلکہ بہت سے وجوہ سے ترجیح بھی دی جاسکتی ہے کیونکہ امام محمد تین سال امام مالک کی خدمت میں رہے ہیں، جس کو تفصیل کے ساتھ مولانا عبدالحئی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح التعلیق المجد کے مقدمہ میں بیان کیا ہے۔

چوں کہ امام محمدؒ نے اپنی موطا میں بہت سے آثار و روایات اور مسائل کو امام مالک کے علاوہ دوسرے حضرات سے نقل کیا ہے اس لئے مجازاً اس کا انتساب امام محمدؒ ہی کی طرف ہونے لگا۔

اس میں احادیث مرفوعہ اور موقوفات صحابہؓ مسند و مرسل روایات کی مجموعی تعداد ۱۱۸۵ ہے۔ جس میں ۱۰۰۵ تو امام مالک سے اور ۱۷۵ دوسری ۷ طریق سے جن میں ۱۳ تو امام ابو حنیفہؒ سے اور ۴ قاضی ابویوسف سے اور بقیہ دیگر حضرات سے مروی ہیں۔

موطا کے دیگر نسخوں سے تفصیلی معلومات کے لئے ملاحظہ ہو مقدمہ او جز المسائل والتعلیق المجد۔ اور بستان المحدثین۔ !

شروع و تعلیقات | موطا کی مقبولیت و ہر دل عزیز کا یہ عالم ہے کہ اس کو شارحین و معلقین و محشین کی ایک بڑی جماعت ہاتھ آئی ہے، علامہ ابن فرحون فرماتے ہیں کہ جن علماء نے اس کی حدیث و رجال پر اعتنا کیا اور اس میں تصنیف کی ہے ان کی تعداد بہت بڑی ہے۔ اس میں علماء مالکیہ کے علاوہ دوسرے حضرات بھی ہیں، قاضی عیاض نے اپنی معلومات کے مطابق ان کی تعداد ۹۹ بتائی ہے، ان کے بعد بھی اس میں ہر زمانہ میں اضافہ ہی ہوا ہے، ہمیں ان کا تفصیلی تعارف

۱۔ مقدمہ التعلیق المجد ص ۱۸ - ۲۔ ایضاً ص ۳۹ -

مقصود نہیں ہے اس کے لئے ملاحظہ ہو اوجز المسالك کا مقدمہ البتہ سرسری طور پر ہم چند شروع و تعلیقات کا ذکر کر رہے ہیں :

(۱) ————— المنتقى : ابوالولید الباجی (المتوفی ۷۴۲ھ) کی شرح ہے جو طبع ہو چکی ہے۔

صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں کہ یہ ابن عبد البر کی شرح التہید کا اختصار ہے۔

(۲) ————— کتاب التہید لما فی المؤطا من المعانی والامانید

از حافظ ابن عبد البر مالکی (المتوفی ۴۶۳ھ) :

موطا کے معانی کی تشریح اور اس کے اسانید کی تحقیق نیز اس کے ضمن میں فقہ و حدیث کی بے شمار معلومات بہ ترتیب رِوَاۃ اور بلحاظ حروف تہجی درج ہیں۔

(۳) ————— الاستذکار حافظ ابن عبد البر نے خود ہی اپنی شرح التہید کا اختصار کیا ہے۔

مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۴) ————— المقبیس فی شرح موطا مالک بن انس۔ یہ قاضی ابوبکر بن العربی المتوفی

۵۴۶ھ کی شرح ہے۔

(۵) ————— کشف المغطا عن الموطا للحافظ جلال الدین السیوطی کی شرح ہے۔

(المتوفی ۹۱۱ھ)

(۶) ————— تنویر الحوالک للسیوطی کشف المغطا کا اختصار ہے۔

(۷) ————— تجرید احادیث موطا للسیوطی شرح

(۸) ————— اسعاف الموطا برجال الموطا للسیوطی

(۹) ————— شرح زرقانی محمد بن عبد الباقی زرقانی مالکی (المتوفی ۱۱۲۲ھ)

یہ نفیس شرح چھپ کر مشہور و متداول ہو چکی ہے اکثر حصہ فتح الباری سے ماخوذ ہے۔ مصنف نے

۱۰۹۷ھ میں شروع کر کے ۱۱۱۲ھ کو مکمل کیا ہے۔

(۱۰) ————— المصنفی { شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (المتوفی ۱۱۷۶ھ)

(۱۱) ————— المصنفی { مصنفی فارسی میں موطا کی تعلیق ہے اور مستوی عربی میں اسی کا اختصار !

(۱۲) — شرح موطا — الفتح الرحمانی از شیخ بیری زادہ حنفی جن کا پورا نام ابو محمد ابراہیم بن حسین ہے

انہوں نے ۱۲۹۲ھ میں وفات پائی۔ اکثر علامہ عینی کی شرح سے انہوں نے استفادہ کیا ہے، مدینہ طیبہ کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۱۳) — المحلی : سلام اللہ حنفی (متوفی ۱۲۲۹ھ) جو حضرت عبدالحق محدث دہلوی کی

اولاد میں سے ہیں۔ اس کا آخری حصہ مظاہر علوم سہارن پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

(۱۴) — التعلیق المجد علی موطا محمدؐ مولانا عبدالحق لکھنوی (م ۱۳۰۷ھ)

کی شرح ہے۔

(۱۵) — اوجز المسائل دلی موطا مالک : حضرة الاستاذ مولانا محمد زکریا صاحب مدنیوہم

کی گراں قدر شرح ہے۔ جو چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ متقدمین کی شروح کا خلاصہ ہے۔ ہر باب میں ائمہ اربعہ کا مذہب

معتبر کتب سے نقل کیا گیا ہے۔ حل لغات و حل مطالب اور مشکل مقامات کی پوری وضاحت کی گئی ہے۔ بعض

جلیل القدر علماء مالکیہ نے اس کی جلالت کا اعتراف کیا ہے کہ اس سے زیادہ ہمیں اپنے مسلک کی تحقیق معلوم نہیں۔

مذہب حنفیہ کی توجیہ کے بعد مختصر دلائل بھی ذکر کئے گئے ہیں، آغاز کتاب میں ایک نہایت بسوط مقدمہ ہے۔

جس میں فن حدیث اور خصوصاً موطا مالک کا تفصیلی تعارف کرایا گیا ہے۔ اس مضمون میں اس سے پوری طرح

استفادہ کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ مفتی محمد شفیع صاحب کا حاشیہ اور مولانا اشفاق الرحمن صاحب کی تعلیق بھی مشہور ہے!

آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

نیل سے فرات تک: از: ڈاکٹر محمد اقبال صاحب انصاری

مصنف کے ان خطوط کا مجموعہ جو مصر، لبنان، شام، اردن، حجاز، عراق اور یروشلم سے لکھے گئے، عرب دنیا

کی پہل، ان کی کامرانیاں اور بایوسیاں، ان کی معاشرت اور سوچ بچار وغیرہ سے عرب دنیا میں خاص کر مصر میں

قیام کے دوران مصنف کا اردو دنیا کو ایک دستاویزی تحفہ۔ صفحات ۱۸۴۔ قیمت مجلد ۳/-

ملنے کا پتہ: مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶